سلسلہ خطبات جمعہ
(۱)

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اخلاق حسنہ اور ہمارا کردار

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ با اللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفا و اصلح فاجرہ علی اللہ انہ لایحب الظالمین (سورہ شوریٰ)

ترجمہ: برائی کا بدلہ تو اسی طرح برائی ہے مگر (اس اجازت کے باوجود) جو شخص (برائی کرنے والے) کی معافی اور اصلاح (کی صورت) پیدا کرے تو اس کا ثواب واجر اللہ ہی کے ذمہ ہے۔ تحقیق رب العزت زیادتی (یعنی ظلم) کرنے والے کو پسند نہیں کرتے۔

حسن اخلاق: **عن ابن سعودؓ ان رسول اللہ ﷺ کان یقول اللھم احسنت خلقی فاحسن خلقی** (رواہ احمد) ''حضرت ابن مسعودؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کررہے ہیں کہ آپ ﷺ (دعا میں فرمایا کرتے تھے) اے اللہ آپ نے میرے جسم کی ظاہری بناوٹ اچھی بنائی ہے تو میرے اخلاق بھی بہتر بنا دیجئے۔''

محترم حضرات! ذکر کردہ آیت اور حدیث کے ضمن میں آج چند وہ صفات ذکر کرنے کی کوشش کرونگا جو ہمیں آپ سب اور تمام کائنات کے خالق و مالک یعنی رب العالمین اور اس کے محبوب ﷺ کے نزدیک پسندیدہ اوصاف میں سے ہیں ان صفات میں ایک ایسی صفت جو اکثر و بیشتر اوصاف حمیدہ کا منبع وسر چشمہ ہے اس کی تعبیر آپ حسن اخلاق سے کرسکتے ہیں۔ مکارم اخلاق ایک ایسا وسیع و جامع دولفظوں پر مشتمل کلمہ ہے کہ جو انسان اس صفت سے مالا مال ہو جائے تو لامتناہی گناہوں سے محفوظ ہو کر اسی حسن اخلاق کی بدولت اس کیلئے دنیا وآخرت میں کامیابی کی راہیں کھل جاتی ہیں۔

سب سے بھاری عمل: یہی وجہ ہے کہ ایک فرمان میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ وزن اعمال کے لئے روز محشر میں جو ترازو ہوگا اس میں حسنِ اخلاق سے بھاری اور کوئی عمل نہ ہوگا۔ آپ کو ہمیشہ عرض کرتا رہتا ہوں کہ انسان پر اللہ جل جلالہ کی اتنی نعمتیں ہیں کہ کسی کے لئے ان کا شمار کرنا ممکن ہی نہیں۔ لیکن اتنا تو اس حدیث طیبہ سے معلوم ہوا کہ ان تمام نعمتوں میں سب سے بالاتر نعمت اخلاق حسنہ ہے۔ اس اہمیت اخلاق کے پیش نظر حضور ﷺ اکثر دعا فرماتے کہ یا اللہ آپ نے میری ظاہری شکل وصورت تو انتہائی متوازن، خوبصورت اور نقائص سے پاک پیدا کی اسی طرح میرے اخلاق بھی اعلیٰ بنا دیں جتنے کمالات عالیہ اور اخلاق حسنہ ہیں حقیقت میں یہ اللہ کے انہی

صفات کمالیہ کے مظاہر اور پر تو ہیں۔حضورﷺ کا ارشاد ہے کہ خوش اخلاقی اللہ جل جلالہ کا عظیم خلق ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ کے بعد انسانوں میں رب العالمین کے خلق عظیم کے امین رحمت دو عالمﷺ ہیں۔مظہر خلق عظیم ہونے کی وجہ سے احکم الحاکمین نے آنحضرتﷺ کی مدح قرآن مجید میں ان مبارک الفاظ سے فرمائی۔

بہترین نمونہ عمل: انک لعلی خلق عظیم ''یقیناً (بلاشک وشبہ) آپؐ بہت بڑے اخلاق کے مالک ہیں'' اور پھر امت کو حکم فرمایا کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوہ حسنہ (سورۃ احزاب) ''تمہارے لئے رسول اللہﷺ (کی بابرکت ذات میں) بہترین نمونہ ہے جو ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔'' بہترین نمونہ کیوں ہیں؟ وجہ خود حدیث قدسی میں مذکور ہے کہ وھب لہ کل خلق کریم ''رب العالمین کا ارشاد ہے کہ میں ہر اچھی خصلت آپ (محمدؐ) کو عطا کرتا رہوں گا۔اسی وجہ سے مالک الملک نے اخلاق و عادات میں اعلیٰ صفات و کمالات کا حضور کو جامع بنا دیا۔تمام اعلیٰ صفات ان کی ذات میں جمع فرمادیں۔حضورﷺ کے امتی کی حیثیت سے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ زندگی کے ہر شعبے اور ہر قدم پر آقائے نامدارﷺ کے مقدس نمونہ کو اپنا فریم ورک بنا کر ان کی نقش قدم پر چلیں گے۔امتی کو جس مسئلہ کی جس زمانہ اور جس وقت ضرورۃ ہو وہ حضورﷺ کے فرمان ''بعثت لا تمم مکارم الاخلاق ''مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے۔'' اسی مشکل اور مسئلہ کا حل موجود ہے۔

اخلاق نبوی مجسم قرآن تھے: خلق کا معنی محدثین و محققین نے طبعی خصلت اور باطنی وصف ذکر فرمائے ہیں۔ آنحضرتﷺ کے ان باطنی اوصاف و کردار کو حسن خلق سے تعبیر کیا جاتا ہے حضورﷺ تمام ظاہری جسمانی اوصاف کیساتھ باطنی اور روحانی کمالات کا مجسمہ تھے حضرت عائشہؓ سے حضورﷺ کے اخلاق کے بارہ میں کسی نے پوچھا کہ ''کیف کان خلق النبیؐ . فقالت کان خلقہ القرآن یعنی قرآن میں جن اوصاف حمیدہ کا ذکر ہے حضورﷺ میں وہ تمام اوصاف بدرجہ اتم موجود تھے۔گویا آپکا چلنا' پھرنا' اٹھنا بیٹھنا۔سونا' تمام معمولات' معاملات اور عبادات وہی تھے جسکا قرآن نے حکم دیا تھا' حسن خلق تو ایسا لفظ ہے جسکا مفہوم اور جن امور پر اسکا اطلاق ہوتا ہے۔آپ تو کیا معمولی پڑھا لکھا انسان بھی خوب جانتا ہے کہ اس سے مراد۔حلم و درگزر' صبر و استقامت' انکسار و عاجزی' تواضع' نرمی و شفقت' ایثار و بردباری' زہد و اللہ کا خوف۔رحم' انسانوں کے ساتھ معاملات و سلوک' اپنے اور غیروں حتیٰ کہ دشمنوں کیساتھ سلوک' چلنے پھرنے کا انداز' عبادات میں کیفیت' صلہ رحمی' غمخواری' سچ بولنا اور جھوٹ سے نفرت۔ظاہر و باطن کی نفاست اور طہارت' ملنے جلنے کے آداب' اٹھنے بیٹھنے میں وقار' انسان تو انسان حیوانات جو غیر ناطق ہیں کے ساتھ برتاؤ' انسانیت کا احترام لعنت غیبت و ملامت سے بچ کر رہنا الغرض اوصاف حسنہ کا ذکر اور شمار کرنے کا سلسلہ اگر جاری رکھوں تو ان کے لئے ایک اور طویل مجلس چاہیے۔جو چند ذکر کردیئے اب ہمیں ان پر غور کرنا چاہیے کہ ہمارے محسن انسانیتﷺ صحابہ تابعین اور اسلاف میں کس درجہ موجود تھیں۔اور آج جو ہم صرف ان کے نام لیوا ہیں اور ان کے نام لینے کے صدقے

ہم پر رحیم وکریم ذات جو احسانات کر رہے ہیں آیا ہم اسکے اہل اور مستحق ہیں یا نہیں۔

تحمل وتسامح کی ایک مثال:

امام الانبیاء کی صفت حلم اور بردباری کو دیکھنا چاہیں تو جلیل القدر صحابی حضرت انسؓ کی زبانی سنئے اور پھر حضورﷺ کے اخلاق عالیہ کا موازنہ اپنے اخلاق سے کیجئے: **عن انسؓ قال خدمت النبی ﷺ عشر سنین فما قال لی اف ولالم صنعت ولا الا صنعت (بخاری و مسلم)** ’’حضرت انسؓ آنحضرتﷺ کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ میں نے دس سال آنحضرتﷺ کی خدمت کی (اس دوران) مجھ کو آنحضرتؐ نے کبھی اُف (تک نہ کہا) اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا اور نہ یہ کہا کہ تم نے (فلاں کام) کیوں نہیں کیا۔‘‘

ویسے تو آپ کو معلوم ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا ہر فرد حضورﷺ کی خدمت اور ان پر اپنی جان‘ اولاد اور مال دولت نچھاور کرنا اپنا فرض اولین سمجھتا تھا اور ایک اشارہ پر اپنا سب کچھ پیغمبر انقلاب پر قربان کرنے کے لئے ہمہ تن تیار تھا مگر بعض خوش قسمت ایسے صحابہ بھی تھے جن کا آپﷺ سے خصوصی تعلق رہتا جس کی وجہ سے انہوں نے اپنی عمر کا طویل حصہ صرف حضورﷺ کی خدمت میں گزارا۔

علماء کرام اپنی اصطلاح میں: ایسے صحابی کو صاحب الوسادۃ والنعلین کے لقب سے نوازتے ہیں۔ جیسے آج کے دور میں ایک مصلح‘ عالم اور مرشد کا بعض معتقدین اور مریدین کیساتھ ایسا تعلق ہوتا ہے کہ وہ اپنے پیر اور استاذ کی جملہ خدمت اپنے ذمہ لے کر انکے حوائج کو پورا کرنے کے لئے ہمہ تن گوش ہر وقت موجود و تیار رہتے ہیں ایسے ہی نیک بخت جماعت میں حضرت انسؓ بھی تھے۔ اس طویل خادمانہ تعلق کا تجربہ وہ بہ زبان خود بیان کر رہے ہیں کہ اس لمبے عرصے کے دور کبھی ایسا موقع نہیں آیا کہ میں نے حضورؐ کی مرضی اور پوچھے بغیر کوئی کام کیا ہو یا کبھی انہوں نے مجھے کام کرنے کا فرمایا ہو جسے میں نہ کر سکا تو اس کوتاہی پر ڈانٹنا‘ غصہ کرنا‘ سزا دینا وغیرہ تو دور کی بات ہے کبھی اف تک نہیں فرمایا۔ حضورؐ کے اس سلوک اور حسن اخلاق کا موازنہ اگر آج ہمارے کسی خادم سے طبیعت کے خلاف کوئی حرکت سرزد ہو تو قول و فعل سے اسکو سزا دینا اپنا فرض اور استحقاق سمجھتے ہیں۔

ایک ضروری انتباہ: یہاں یہ بات یاد رکھیں کہ حضورﷺ کا اس غلطی کو فراموش کر کے محسوس نہ کرنا ان امور کے بارے میں ہوتا جن کا تعلق ذاتی امور سے ہوتا اگر شرعی امور میں کرنے یا نہ کرنے کا معاملہ ہوتا تو پھر فوراً اصلاح فرماتے۔ اغماض‘ چشم پوشی اور خاموشی اختیار کرنے کا سوچنا بھی ناممکن تھا۔ امت میں سب سے زیادہ دین کے حکم پر غیرت کرنیوالا اور اس حکم شرعی کی مخالفت کرنے والے کی سختی اور پوری قوت سے مقابلہ کرنے والے ہوتے۔

تاجدارِ نبوتﷺ کی سخاوت: آنحضرتﷺ کی صفت سخاوت کے سامنے اور لوگوں کی سخاوت ایسی ہے جیسی سورج کے مقابلہ چراغ‘ سائل کے کچھ مانگنے پر اس کے وہم وگمان میں بھی یہ نہ ہوتا کہ نہ صرف جو کچھ طلب کر رہا ہوں

آپ ﷺ دیں گے بلکہ اس سے کئی گنا زیادہ بلکہ نا قابل تصور عطیہ دیتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے اس اعلیٰ صفت کے بارے میں ارشاد ہے۔ **وعن انس ان رجلا سأل النبی ﷺ غنماً بین جبلین فاعطاه ایاه فاتی قومه فقال ای قوم اسلموا فو الله ان محمداً لیعطی عطاء مایخاف الفقر (رواه مسلم)**

''حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے دو پہاڑوں کے درمیان خالی جگہ کو بھرنے کے برابر بکریاں مانگیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اتنی بکریاں دے دیں (جتنے کا اس نے تقاضا کیا تھا) اس واقعہ کے بعد وہ شخص اپنی قوم کے پاس آ کر اُن سے کہنے لگا۔ اے میری قوم کے لوگو اسلام قبول کرلو خدا کی قسم محمد ﷺ مانگنے والے کو اتنا کچھ دیتے ہیں کہ فقر و غربت سے بھی نہیں ڈرتے۔ یعنی توکل، استغنی کے اس عظیم درجہ پر فائز ہیں کہ جس دین کے علمبردار پیغمبر ﷺ ہیں یہ اسی دین اور مذہب کا خاصہ ہے اس لئے تم بھی اسلام لے آؤ۔

معزز سامعین! رحمۃ للعالمین، تمام رسل اور انبیاء کے سردار تھے۔ حضور سے پہلے جتنے انبیاء گزرے تھے رب کائنات نے آنحضرت ﷺ میں وہ تمام خصائص جمع فرمائے تھے جو انبیاء سابقہ میں موجود تھے۔ بلکہ ان کمالات کو انتہا کی حدود تک پہونچایا تھا۔

<u>عدیم المثال اور خوش خصال پیغمبر</u>: ایک شاعر نے خوب فرمایا ہے:

حضور جیسا خوش خصال کیسے ہو　　میرے نبی سا عدیم المثال کیسے ہو

آج ہم میں سے ہر مسلمان اپنے اور پورے معاشرے کی تباہی، بربادی ایک دوسرے کے ساتھ قتل و قتال، ڈاکہ، چوری، زنا، غیبت، حقوق العباد سے غفلت وغیرہ کا ذکر تو ہر وقت کرتے ہیں، صرف ذکر کی حد تک یہ سلسلہ ہمارا جاری رہتا ہے۔ مگر عزم ہم کبھی نہیں کرتے کہ جس پیغمبر انسانیت اور مصلح اعظمؐ کو ہمارے لئے نمونہ بنایا گیا ہے اس کے اخلاق، عادات، معاملات، گھریلو و بیرونی زندگی کے تعلقات، حاجتمندوں کی حاجت روائی غرض زندگی کے ہر شعبہ میں جو سنہری اصول نہ صرف مقرر فرمائے بلکہ دنیا سے پردہ فرمانے تک اس پر ثابت قدم رہے ان سے فائدہ اٹھانے کی کبھی کوشش کی کیا ان اصولوں کی طرف توجہ بھی دی ہے۔ اسی صفت سخاوت کا مظاہرہ اگر ہم میں سے ہر صاحب استطاعت کرے تو مجال ہے کہ ایک مسلمان دوسرے کے سامنے کاسہ گدائی پیش کرے نہ کوئی بھوکا رہے گا اور نہ بھوک افلاس کی وجہ سے خودکشی کرنے والا۔ کبھی کبھی آپ کو عرض کرتا رہتا ہوں کہ اس دور کے برائے نام مسلمانوں نے خوبیوں سے بھرپور اخلاق و اصول جو ہمارے نمونہ اعظم محمد ﷺ نے بطور ورثہ چھوڑا ہم ان کو چھوڑے بیٹھے وہ ہم سے کفار و اغیار نے چھین لئے۔ ہم نے روشن خیالی کے خوشنما جال جس کی حیثیت صرف ایک سراب کے برابر بھی نہیں ہیں پھنس کر کفار کی برائیوں کو اپنانا اپنا طرۂ امتیاز سمجھ کر نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے کے مصداق بن کر تباہی و بربادی، کفار کے زیر نگیں ہونا ہمارا مقدر بن گیا ہے۔ حقیقی سائل محتاج حاجت پورا کرنے کے لئے اگر اتفاقاً آ بھی جائے تو اس کی حاجت روائی کرنے کی بجائے

اس کی تحقیر وتذلیل کر کے اس سے تسکین حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ظلم کے مقابلہ صبر اور ہدایت کی دعا:

رحمۃ للعالمین کے صبر' درگزری اور بردباری کی صفات نبوت کے انتہائی قابل تقلید اور عظیم تر صفات میں ہیں' آپ کو معلوم ہے کہ جنگ احد میں دشمنوں نے دندان مبارک شہید کردیئے۔ چہرہ مبارک زرہ کی کڑی کی وجہ سے لہولہان ہوا مگر صبر واستقامت کے اس پہاڑ نے اپنی ذات کا بدلہ لینے کی بجائے رب ذوالجلال کے سامنے ہاتھ پھیلا کر دعا شروع فرمائی کہ "اللھم اھد قومی فانھم لایعلمون" "یا اللہ میری قوم کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق نصیب فرما کیونکہ یہ ناسمجھ ہیں"۔ مکہ مکرمہ زادھا شرفا کے قریبی شہر طائف تبلیغ کے لئے تشریف لے جا کر غیر مسلموں کو راہ نجات دکھانے کے صلہ میں ان خدا کے بندوں نے نبی کریم ﷺ پر پتھروں کی بارش شروع کردی۔ حضور ﷺ خون سے تربہ تر ہوگئے۔ اس ظلم وزیادتی پر بھی ان کی تسلی نہ ہوئی۔ غلیظ گالیاں' اور تہذیب وشرافت سے عاری کلمات بکتے رہے۔ شدت ضعف سے حضورؐ پر بے ہوشی طاری ہوئی۔ ہوش میں آنے پر ظلم کا بدلہ بددعا سے دینے کی بجائے رب العزت کے حضور دست مبارک بلند کر کے طویل دعا فرمانے لگے جس کا خلاصہ عرض ہے کہ اے رب کریم میں اپنی کمزوری' بے بسی' اور لوگوں کی نظروں میں توہین کی فریاد آپ ہی سے کرتا ہوں۔ اپنے ذات کی تحقیر کا بدلہ لینے کی بددعا کی جگہ گویا ہوئے میں ان لوگوں کی بربادی کے لئے دعا نہیں کرتا اگر یہ لوگ میری دعوت پر لبیک کرتے ہوئے ایمان نہیں لاتے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ امید ہے ان کی آنے والی نسلیں انشاء اللہ ضرور اللہ احد پر ایمان لانے والی ہونگی۔ اور پھر وہی ہوا۔ حضور ﷺ کا علم' بردباری اور ہدایت کی دعا ہی کا نتیجہ تھا کہ حضور ﷺ کو اذیت دینے والوں کی اولاد میں اللہ' رسول اور اسلام کے عظیم المرتبت' جانثار صحابہ اور مسلمان اور اسلام کے عظیم داعی پیدا ہوئے۔ رحمۃ دوعالم ﷺ نے کبھی کسی کو مارا نہیں۔

انتقام نہیں عفوودرگزر:

اگر کبھی کسی کا غیر مناسب قول یا فعل سنتے یا معائنہ فرماتے' صرف یہ فرماتے مالہ تربت یداہ" یہ جملہ عربوں کا ایسا مقولہ ہے جس سے کہنے والے کا مقصد لفظی معنی نہیں ہوتا صرف بطور تادیب وسرزنش تکیہ کلام کی حیثیت سے استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے کہ پہلے بھی کہہ دیا ہے کہ یہ سلوک اور کیفیت اس وقت ہوتی کہ کسی کے غلط حرکت کا تعلق حضورؐ کی ذات اقدس سے ہوتا جہاں دین پر حرف آیا وہاں مسلمانوں میں سب سے زیادہ بہادر' غیرت منداور دشمن اسلام کو ختم کرنے میں پہل کرنے والے ثابت ہوتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد مسلمانوں کو کفار کے مظالم سے بچانے اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ہوتا تو جنگ احد کے موقع پر کافر ابی ابن خلف کو اپنے دست مبارک سے قتل کردیا۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ ام المومنین سے مروی ہے: وعن عائشۃ قالت ماضرب رسول اللہ ﷺ

شیئاً قط بیدہ ولا امرءۃ ولا خادما الا ان یجاھد فی سبیل اللہ وما نیل منہ شیء قط فینتقم من صاحبہ الا ان ینتھک شیء من محارم اللہ فینتقم للہ (رواہ مسلم)

"حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے کبھی کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا۔ عورت اور خادم کو بھی نہیں مارا۔ علاوہ اس صورت کے جب آپ ﷺ خدا کی راہ میں جہاد کرتے۔ اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی فرد کی طرف سے آپ کو تکلیف پہونچی ہو اور آپ نے اذیت دینے والے شخص سے انتقام لیا ہو۔ البتہ اگر خدا کی حرام کی گئی کسی چیز کا کوئی ارتکاب کرتا تو اسے اس کی سزا دیتے (درگزر اور معافی کا سوال بھی پیدا نہ ہوتا)

عدل نبویؐ ایک نادر واقعہ: ایک دفعہ ایک معزز خاندان کی عورت نے چوری کی۔ جس کی سزا میں اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا۔ چوری کرنے والی کے عزیز و قارب حضرت عائشہؓ اور آنحضرت ﷺ کے پاس ہاتھ نہ کاٹنے کی سفارش کرنے لگے جس کے جواب میں رحمۃ دو عالم ﷺ نے فرمایا اگر میری بیٹی یہ کام جس کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے کر جاتی میں اس کیلئے اللہ کی طرف سے مقرر کردہ اسی سزا کا حکم دیتا تو اس جرم کرنے والی کی سزا کو کس طرح ختم کر دوں

زبان کا استعمال حیثیت و اہمیت: انسانی جسم جو لاتعداد اعضاء پر مشتمل ہے اس میں انسان کی زبان کو اہم حیثیت حاصل ہے۔ اگر کسی کو ایک شخص کے خوش خلقی یا بد خلقی کے علم حاصل ہونے کا شوق ہو تو معمولی علم و شعور والا آدمی زبان کے انداز گفتگو سے فوراً سمجھ جاتا ہے کہ یہ آرے اور درانتی کی طرح چلنے والی زبان جس شخص کی ہے وہ اخلاق کے کس معیار پر فائز ہے۔ یہی زبان انسان کو جنت پہونچانے کا بھی اہم ذریعہ اور جہنم کی اندھی گہرائیوں تک رسائی بھی اسی کے ذریعہ ہو سکتی۔ حضور ﷺ نے اس اہم عضو یعنی زبان کو کیسے استعمال فرمایا۔ حضرت انسؓ کی زبانی سنیں

وعن انس قال لم یکن رسول اللہ ﷺ فاحشا ولا لعانا ولا سبابا کان یقول عند المعتبۃ مالہ ترب جبینہ (رواہ البخاری) "حضرت انسؓ سے منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ نہ تو فحش گو تھے نہ لعنت کرنے والے اور نہ بدکلام تھے جب کسی کے (غیر پسندیدہ حرکت پر) آپ غصہ ہو جاتے صرف یہی فرماتے اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔

نبی لعنت کے لئے نہیں رحمت کے لئے آتا ہے: ایک موقع پر سرکار دو عالم ﷺ سے کافروں کے حق میں بددعا فرمانے کی درخواست کی گئی جس کے جواب میں قربان جائیں سراپائے رحمت و شفقت آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ مجھے لوگوں پر لعنت کرنے والے کی حیثیت سے نہیں بھیجا گیا بلکہ عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ رب العالمین نے ہمارے لئے ایسا بے مثل نمونہ مبعوث فرما کر اس کی اتباع کا حکم دیا اور ہم ہیں کہ ماسوائے چند گھنٹے سونے کے جس میں ہم سے ہمارا اپنا اختیار سلب ہو جاتا ہے سارا زور کلام غلیظ ترین گالیاں، شرم و حیا سے عاری باتیں، عزت دار اور اخلاق حسنہ سے مالا مال اشخاص کی بے عزتی، غیبت میں خرچ کرنا اپنی ڈیوٹی اور دنیا میں آنے کی غرض سمجھ بیٹھے ہیں۔ کیا ہم نے کبھی غور و فکر کیا ہے کہ جس نبی رحمت کی محبت کے دعوے کر رہے ہیں۔

زہر کھلانے والوں کو معاف کردیا:

انکے اس صفت عفو ودرگزر اپنایا ہے ان کی تو حالت یہ ہے کہ ایک یہودی عورت جو خیبر کی رہنے والی تھی حضور ﷺ کے کھانے میں ایسا خطرناک زہر ملا کر کھلانے کی کوشش کی کہ صرف نوالہ منہ میں رکھا تھا کہ اسی زہر کا اثر دنیا سے رخصت ہوتے وقت تک موجود رہا۔ بعض مفسرین و بزرگوں کے قول کے اللہ نے حضور ﷺ کے شوق شہادت کی تکمیل کرتے ہوئے اسی زہر کے اثر دنیا سے پردہ فرماگئے۔ اور اللہ نے "واللہ یعصمک من الناس کہ اللہ آپ کو انسانوں کے ہاتھ مارنے سے محفوظ رکھے گا کی تکمیل بھی فرمادی۔ جن صحابہؓ نے اس زہریلے گوشت کا ایک نوالہ کھایا وہ شہید ہوئے۔ آنخضرت ﷺ کو وحی کے ذریعہ قتل کی سازش کا معلوم ہو کر نوالہ منہ سے نکال دیا۔ ایسے سازشی اور اقدام قتل کرنے والی بدطینت عورت سے بدلہ لینے کی خاطر آپ نے ذاتی انتقام لینا تو دور کی بات بلکہ اسے معاف فرمادیا۔ اگرچہ روایات میں ہے کہ اس بدکردار عورت کو قصاص میں قتل کردیا گیا مگر اسکی وجہ حضور ﷺ کو تکلیف پہونچانا نہ تھا بلکہ جو صحابہؓ زہریلے گوشت سے شہید ہوئے تھے انکے قصاص کے طور پر اس عورت کا قتل ہوا۔

فتح مکہ عفو ورحمت کا مظاہرہ:

محترم ساتھیو! مختلف مواقع پر آپ علماء واعظین سے وہ دردناک اور اذیت سے بھرپور واقعات اور مظالم سنتے رہتے ہیں جن کا سامنا آنخضرت ﷺ مکہ کے تیرہ سالہ زندگی میں قریش مکہ کی طرف سے کرنا پڑا' ظلم وستم کے تمام انواع واقسام محبوب خدا ﷺ پر انہوں نے آزمائے مگر چٹان سے بھی مضبوط عزم کیساتھ آپ ثابت قدم رہے۔ جب فتح مکہ ہوا اور اسلامی فوج کا جھنڈا مشہور صحابی حضرت سعدؓ جو انصاری تھے نے اٹھا رکھا تھا۔ حضرت سعدؓ کے منہ سے فتح کے موقع الیوم یوم الملحمہ "آج لڑائی اور جنگ کا دن ہے" صحابہ کلھم عدول کے مطابق ہر صحابی عادل اور حضور ﷺ کے صفات واخلاق حمیدہ کا حامل تھا۔ مگر اس جملہ سے شائبہ پیدا ہوسکتا تھا جس سے کوئی یہ سمجھے کہ آج جب فتح کے بعد حضور ﷺ فاتحانہ انداز میں جو عجز وانکساری اور اللہ کے شکر پر مشتمل تھی داخل مکہ ہوئے۔ تمام مجرم جنہوں نے ایک لمبے عرصے تک حضور ﷺ اور انکے مسلمان ساتھیوں پر مظالم کے پہاڑ ڈھائے' قیدیوں کی صورت میں موجود تھے اپنے سپہ سالار یعنی حضور ﷺ کے ایک معمولی اشارے سے عفو ودرگزر غالب رہی ان تمام کفاروں کو معاف کرنے کا اعلان فرمایا۔

تلوار نہیں اخلاق کی:

محسن انسانیت ﷺ کا سلوک اور رویہ تو بدترین دشمن کے ساتھ ایسا ہے اور ہمارا انفرادی ہو یا اجتماعی' معمولی دشمن کے ساتھ رویہ اپنے آپ کو حضور ﷺ کا امتی کہنا امتی کی توہین ہے کسی کی نامناسب بات پر ایسا لگتا ہے کہ ان کا آپس میں صدیوں کی ایسی دشمنی ہے جیسے ان کے درمیان قتل مقاتلہ ہو چکا ہو۔ اپنے مخالف کی تکلیف پر خوشی منانے کو نعمت غیر مترقبہ سمجھتے ہیں۔ اپنے مسلمان بھائی جس کے وقتی ناراضگی اس پر اگر چھوٹا سا غلبہ حاصل ہو تو آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ اگر کسی مسلمان گروہ کو دوسرے گروہ پر غالب آنے کا موقع ملے تو خوشی کے

اظہار کے لئے اخلاق تو کیا شریعت و مذہب کے حدود کو پامال کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ کوشش ہوتی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی اذیت کو پہونچا کر اس کا جینا دوبھر کردیں۔ اور ہمارے آقا و مرشد ﷺ ہمیں دشمن کو ایسا سبق دینے کا درس دے رہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب طائف کا محاصرہ چھوڑ کر واپس روانہ ہونے لگے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ حضور ان کے لئے بددعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی۔ **اللھم اھد ثقیفا وات بھم** ''ثقیف (قبیلہ) کو ہدایت دے اور ان کو میرے پاس بھیج۔ آنحضرت ﷺ محبوب کبریا تھے ان کی دعا یقیناً قبول ہونی تھی۔ جو قبیلہ تلوار کے زور سر نڈر نہیں ہورہی تھی' حضور ﷺ کے اخلاق حسنہ اور دعا کے طفیل آنحضرت ﷺ کے سامنے اسلام کے سامنے گردن نہاد ہوئے۔ آقائے نامدار ﷺ کے حلم' درگزر اور بردباری کے واقعات وفرمودات مزید بیان کرنا چاہوں۔ تو مہینے کیا سال بھی ان کے احاطہ کے لئے ناکافی ہیں۔ حسن اخلاق کا مظاہرہ غریبوں' ناداروں کے ساتھ سلوک سے بھی ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کے سامنے دونوں طبقے مسلمانوں کے موجود تھے۔ غریب و نادار بھی تھے اور صاحب ثروت بھی۔ آپ ﷺ دونوں کو ایک ہی درجہ و مقام دیتے بلکہ غریبوں سے اس انداز میں پیش آتے کہ ان کے اذہان میں دولت سے محرومی کا احساس کمتری پیدا نہ ہو۔ عبداللہ بن ابی اوفی حضور ﷺ کے غریبوں اور معاشرہ میں کم درجہ سمجھے والوں کے ساتھ سلوک کا ذکر فرماتے ہوئے گویا ہیں:

اخلاق نبوی کی ایک جھلک:

وعن عبداللہ بن ابی اوفی قال کان رسول اللہ ﷺ یکثر الذکر ویقل اللغو ویطیل الصلوۃ ویقصر الخطبۃ ولایانف ان یمشی مع الارملۃ والمسکین فیقضی لہ الحاجۃ (رواہ نسائی)

''حضرت عبداللہ بن ابی اوفی (حضور ﷺ کے بارہ میں) عرض کررہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ذکر میں اکثر مشغول رہتے۔ بیکار اور فضول باتوں سے احتراز فرماتے۔ نماز طویل اور خطاب مختصر فرماتے۔ بیوہ اور مسکین کے ساتھ چلنے میں کوئی عار محسوس نہ کرتے۔ حتیٰ کہ ان کی جو حاجت ہوتی پوری کردیتے۔''

وقت کی کمی کی وجہ سے ذکرکردہ حدیث میں حضور ﷺ کے حسن اخلاق کے سلسلہ میں جن اوصاف و معمولات کا ذکر ہے اور جنہیں ہمیں مشعل راہ بھی بنانا چاہیے اس کے برعکس ہمارا کیا کردار ہے وہ میں آپ پر چھوڑتا ہوں۔ اگر زندگی رہی انشاء اللہ اگلے جمعہ اخلاق حسنہ کے سلسلہ میں جسے ہم نے بالکل بھلا دیا ہے مزید ذکر کرنے کی کوشش کروں گا۔

رب العزت مجھے اور آپ سب کو آنحضرت ﷺ کے بتائے ہوئے راہ پر چل کر اپنے قول و فعل' حرکات اور سکنات میں اخلاق نبوی ﷺ پیدا کرنے کی توفیق نصیف فرماویں۔ آمین۔